بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

تحائف کی سماجی اور سیاسی اہمیت اور ان کے بعض احکام

سید جلال الدین عمری

تحفے دینے کی ترغیب

اجتماعی زندگی میں تحفے تحائف کے لین دین اور تبادلہ کی بھی اہمیت ہے۔ یہ ایک سماجی اور معاشرتی ضرورت ہے۔ اس سے محبت بڑھتی ہے اور تعلقات مستحکم اور خوشگوار ہوتے ہیں احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہے اور اس پر عمل فرمایا ہے۔ حضرت عائشہؓ اس معاملہ میں آپ کا اسوہ بیان کرتی ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبل الھدیۃ ویثیب علیھا[1]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے اور اس کے عوض ہدیہ دیتے۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لو دُعیتُ الی ذراع او کراع لاجبتُ ولو اھدی الیّ ذراعٌ او کراعٌ لقبلتُ[2]	اگر مجھے (بکری کے) دست یا کھر کی دعوت دی جائے تو میں حاضر ہو جاؤں گا اور اگر دست یا کھر کا ہدیہ بھیجا جائے تو اسے قبول کروں گا۔

مطلب یہ کہ اگر کوئی غریب شخص معمولی سے کھانے پر اپنے گھر دعوت دے گا تو میں

---

[1] بخاری، کتاب الہبہ، باب المکافأۃ فی الہبۃ۔ ابوداؤد، کتاب البیوع، باب فی قبول الھدایا۔ ترمذی ابواب السیر، باب ما جاء فی قبول الھدیۃ والمکافاۃ علیھا۔

[2] بخاری، کتاب الہبۃ، باب القلیل من الہبۃ۔

پہونچ جاؤں گا اور اگر یہی چیز مجھے تحفہ میں بھیجے تو اسے قبول کرنے میں مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔ میری دعوت کے لیے پر تکلف دستر خوان اور تحفہ کے لیے کوئی بیش بہا چیز ضروری نہیں ہے۔ اس سے آپ کے حسن اخلاق اور محبت اور اعلیٰ کردار کا ثبوت ملتا ہے۔ اس میں غریب اور مالی حیثیت سے کمزور افراد کی ہمت افزائی بھی ہے کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ کوئی حقیری سی چیز کسی بڑی شخصیت کو کس طرح پیش کی جائے۔ اہمیت اس چیز سے زیادہ اس خلوص اور جذبہ کی ہے جو اس کے پیچھے کارفرما ہے۔

اگر کوئی شخص حضرت انسؓ کو خوشبو پیش کرتا تو اسے قبول کرتے اور فرماتے:۔

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان لایرد الطیب [1]	نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو رد نہیں فرمایا کرتے تھے۔

احادیث میں تحفوں کا رواج عام کرنے اور کسی تحفہ کو حقیر نہ سمجھنے کی ہدایت کی گئی ہے تاکہ کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز کسی کو پیش کرنے میں تامل نہ ہو اور اسے قبول کرنے میں بڑے سے بڑا آدمی عار نہ محسوس کرے۔

حضرت ابوہریرۃؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تہادوا فان الہدیۃ تذھب وحر الصدر [2]	ایک دوسرے کو ہدیے اور تحفے دو، اس لیے کہ یہ سینہ کی عداوت اور حسد (جیسی بیماریوں) کو دور کرتے ہیں۔

امام مالک عطاء بن ابومسلم عبداللہ خراسانی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تصافحوا یذھب الغلُّ وتہادوا تحابوا وتذھب الشحناء [3]	ایک دوسرے سے مصافحہ کرو کینہ کپٹ دور ہوگا، آپس میں ہدیہ دو، اس سے محبت پیدا ہوگی اور عداوت اور دشمنی ختم ہوگی۔

---

[1] بخاری، کتاب الھبۃ، باب مالایرد من الھدیۃ [2] ترمذی ابواب الولاء والھبۃ، باب ماجاء فی حث النبیؐ علی الھدیۃ۔ مسند احمد: ۱۸/ ۳۹ حدیث نمبر ۹۲۳۹۔ مسند احمد میں 'وحر الصدر' کی جگہ وغر الصدر کے الفاظ آئے ہیں۔ دونوں میں ابومعشر نام کا راوی موجود ہے جس پر بعض محدثین نے جرح کی ہے۔ [3] موطا امام مالک، کتاب الجامع، باب ماجاء فی المہاجرۃ۔ یہ حدیث مرسل ہے، البتہ اس کی ہم معنی متعدد روایات موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ شرح الزرقانی علی الموطا: ۴/ ۱۰۵ – ۱۰۶۔

خوشبو ایک ہلکا پھلکا تحفہ ہے۔ ضروری نہیں کہ یہ بیش قیمت ہی ہو، کم قیمت اور ارزاں بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حضرت ابوہریرہؓ سے ان الفاظ میں مروی ہے۔

من عرض علیہ طیب	جس کسی کو خوشبو پیش کی جائے تو
فلا یردہ فانہ طیب الریح	وہ اسے رد نہ کرے اس لیے کہ اس
خفیف المحمل [1]	سے پاکیزہ ہوا ملتی ہے اور اس کا کوئی بوجھ نہیں ہوتا۔

مطلب یہ کہ جس شخص کو خوشبو پیش کی جائے وہ اس کے لیے ناگواری کا باعث نہیں ہونی چاہیے اس سے فضا معطر ہوتی ہے اور سانس لینے میں فرحت اور تازگی کا احساس ہوتا ہے۔ یہ کوئی بوجھ بھی نہیں ہے کہ آدمی اسے اٹھانے میں دقت محسوس کرے۔ اس لیے بعض حضرات کے نزدیک خوشبو نہ قبول کرنا خلاف سنت ہے۔

حدیث میں عورتوں کو بھی ایک دوسرے کو تحفے دینے کی ترغیب دی گئی ہے حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا نساء المسلمات	اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی
لا تحقرن جارۃ لجارتها	پڑوسن ہرگز اپنی کسی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے
ولو فرسن شاۃ [2]	چاہے (ہدیہ میں) بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

اس میں تحفہ دینے والی سے کہا گیا ہے کہ تحفہ کے معاملہ میں تکلف سے کام نہ لے بلکہ جو کچھ بھی میسر ہے وہ اپنی پڑوسن کو تحفہ میں بے تکلف بھیجے، اور تحفہ قبول کرنے والی کو ہدایت ہے کہ وہ تحفہ کو حقیر نہ سمجھے بلکہ اسے خوش دلی کے ساتھ قبول کرلے۔ ایک دوسری حدیث میں خواتین سے کہا گیا ہے کہ آپس میں تحفوں کا تبادلہ جاری رکھو، اس سے محبت بڑھتی ہے اور تعلقات کو ختم کرنے والی بیماریاں ختم ہوتی ہیں۔[3]

---

[1] ابوداؤد، کتاب الترجل، باب فی رد الطیب۔ مسلم میں 'طیب' (خوشبو) کی جگہ 'ریحان' (کوئی بھی خوشبودار نبات) کا لفظ آیا ہے۔ کتاب الالفاظ من الادب وغیرہا۔ حافظ ابن حجر نے ابوداؤد وغیرہ کی روایت کو ترجیح دی ہے اس لیے کہ اسے کئی ایک محدثین نے متعدد راویوں سے نقل کیا ہے۔ فتح الباری: ۲۰۹/۵

[2] بخاری، کتاب الھبۃ۔ [3] فتح الباری: ۱۹۸/۵

حدیث میں آتا ہے کہ کہیں سے تحفہ آئے تو اس کے جواب میں تحفہ دیا بھی جائے۔ اس کی حیثیت نہ ہو تو زبان سے شکریہ اور تعریف کے کلمات ہی ادا کر دیے جائیں۔ حضرت جابرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔

من اعطی عطاء فوجد	کسی کو کوئی عطیہ دیا جائے اور اس کے
فلیجز به ومن لم یجد	پاس گنجائش ہو تو اس کا بدلہ دے اور اگر
فلیثن فان من اثنیٰ فقد	گنجائش نہ ہو تو اس کی تعریف کر دے جو
شکر ومن کتم فقد	تعریف کرے اس نے اس کا شکریہ ادا کر دیا
کفر[1]	جو (خاموش ہو کر) اس پر پردہ ڈال دے
	اس نے اس کی ناشکری کی۔

ایک اور حدیث حضرت اسامہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من صنع الیه معروف	جس کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی،
فقال لفاعله جزاك الله	اس نے بھلائی کرنے والے سے کہا
خیرا فقد ابلغ فی الثناء[2]	'جزاک اللہ خیرا' (اللہ تجھے اس کا بہتر بدلہ
	دے) اس نے بہت زیادہ تعریف کردی۔

اس میں کسی کے احسان پر تعریف کی حد معلوم ہوتی ہے اور یہ صلہ اور بدلہ سے اپنے عجز کا اعتراف بھی ہے کہ تم نے جو نیکی میرے ساتھ کی ہے اس کا کوئی صلہ میں نہیں دے سکتا اللہ ہی اس کا صلہ اور انعام دے سکتا ہے۔ دعا ہے کہ وہ اپنے شایانِ شان اس کا صلہ دے۔

غیر مسلموں کے تحفے قبول کرنا اور انھیں تحفے دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ غیر مسلم سلاطین اور سربراہانِ مملکت نے آپ کو تحفے پیش کیے اور آپ نے قبول فرمائے اور بعض اوقات آپ نے

---

[1] ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی المتشبع بمالم یعطہ۔
[2] ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الثناء بالمعروف۔

خود بھی انھیں تحفے عنایت کیے۔ اس لیے کہ یہ تالیف قلب کا ذریعہ ہیں۔ ان سے سیاسی روابط بڑھانے میں بھی مدد ملتی ہے۔ یہاں اس سلسلہ کے بعض واقعات کا ذکر کیا جارہا ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں :۔

ان کسریٰ اھدیٰ له فقبل	کسریٰ (شاہ ایران) نے آپ کو ہدیہ پیش
وان الملوك اهدوا اليه	کیا آپ نے قبول کیا (اسی طرح) بادشاہوں
فقبل منهم [1]	نے آپ کو ہدیے دئے آپ نے قبول فرمائے

حضرت علیؓ ہی کی ایک اور روایت میں کسریٰ کے ساتھ قیصر کا بھی ذکر ہے۔ اس کے الفاظ ہیں۔

اهدیٰ کسریٰ لرسول الله	کسریٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صلی الله علیه وسلم فقبل منه	کو ہدیہ دیا۔ آپ نے قبول کیا قیصر نے
واهدیٰ له قیصر فقبل منه	ہدیہ دیا آپ نے قبول کیا اور (دوسرے)
واهدت له الملوك فقبل	بادشاہوں نے آپ کو ہدیے دئے،
منهم [2]	آپ نے قبول فرمائے۔

غزوۂ تبوک ۹ھ میں ہوا تھا۔ حضرت ابو سعید ساعدیؓ اس کے واقعات کے ذیل میں بیان کرتے ہیں کہ ایلہ کے بادشاہ [3] نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور تحفہ ایک سفید خچر پیش کیا اور ایک چادر پہنائی (اس نے آپ سے مصالحت کی اور جزیہ ادا کیا)

---

[1] ترمذی، ابواب السیر، باب ماجاء فی قبول ہدایا المشرکین۔

[2] مسند احمد: ۲/۱۰۷ احدیث نمبر ۷۴۷۔ تحقیق احمد محمد شاکر۔ ترمذی اور مسند دونوں ہی کی روایتوں میں ایک راوی ثویر بن فاختہ ہے۔ اسے محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ لیکن آگے کی روایات اور واقعات سے غیر مسلموں سے ہدایا کے قبول کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

[3] ایلہ کے بارے میں حافظ ابن حجر کہتے ہیں ایلة بلدة قديمة بساحل البحر۔ فتح الباری: ۳/۲۳ (ایلہ ساحل سمندر پر ایک قدیم شہر ہے) عینی لکھتے ہیں بلدة معروفة بساحل البحر فی طریق المصریین الی مکة وهی الآن خراب۔ عینی: ۱۱/۷۵ (وہ ایک معروف شہر تھا جو مصریوں کے مکہ جانے کے راستہ میں پڑتا تھا۔ اب وہ ویران ہو چکا ہے۔) امام نووی نے کچھ زیادہ تفصیل فراہم کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ایلہ شام کے کنارے =

آپ نے اس کے علاقہ پر اس کا قبضہ باقی رکھا[۱]

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ اُکَیدِر دومہ[۲] نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک

یہ ساحل سمندر پر ایک مشہور شہر ہے، جو مدینہ منورہ۔ دمشق اور مصر کے درمیان واقع ہے۔ مدینہ سے اس کا فاصلہ پانچ مراحل، دمشق سے بارہ مراحل اور مصر سے آٹھ مراحل کا ہے۔ ابوعبید نے اسے شام کا ایک شہر کہا ہے۔ حازمی اسے ایک ساحلی شہر کہتے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ وہ حجاز کا آخری اور شام کا ابتدائی حصہ ہے۔ نووی تہذیب الاسماء واللغات: ۱۹/۱ ایلہ کے بادشاہ کا نام محنہ بن رؤبہ تھا۔ یہ اس صلح نامہ سے بھی واضح ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عطا کیا تھا۔ ابن ہشام: ۱۸۰/۴ - ۱۸۱۔ نیز ملاحظہ ہو۔ فتح الباری: ۳۴۵/۳

۱ء بخاری کے الفاظ ہیں واھدی ملك ایلة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بغلة بیضاء وکساه بردا وکتب له ببحرهم (کتاب الزکاة، باب خرص التمر) مسلم میں ملک ایلہ کی جگہ فروہ بن نفاثہ الجذامی آیا ہے۔ (کتاب الجہاد، باب غزوۃ حنین) لیکن فروہ بن نفاثہ کا واقعہ دوسرا ہے۔ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ علماء نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال میں اس ایک سفید خچر کے علاوہ اور کوئی خچر نہ تھا۔ اسے دلدل کہا جاتا ہے۔ شرح مسلم ج ۴ جزء ۱۲ ص ۱۱۳۔ علامہ ابن کثیر نے بھی آپ کی سواریوں میں اسی ایک خچر کا ذکر کیا ہے، السیرۃ النبویۃ: ۷۱۵/۴ لیکن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اور خچر بھی استعمال کیے ہیں۔ مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ کسریٰ نے آپ کو ایک خچر ہدیہ کیا تھا۔ اس کے لیے بال سے بٹی ہوئی رسی آپ نے استعمال کی۔ آپ سوار ہوئے اور مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا۔ یہ دلدل کے علاوہ ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ نجاشی اور دومۃ الجندل کے بادشاہ نے بھی آپ کو ایک ایک خچر پیش کیے۔ دلدل اس خچر کا نام ہے جو مقوقس نے دیا تھا۔ سہیلی نے کہا ہے کہ جنگ حنین میں آپ جس خچر پر سوار تھے وہ فضّہ یا شہباء کہا جاتا تھا۔ اسے فروہ جذامی نے پیش کیا تھا۔ فتح الباری: ۳۴۵/۳ - ۳۴۶۔ علامہ ابن قیم نے آپ کی سواریوں میں چار خچروں کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہا جاتا ہے، کہ ان کے علاوہ ایک خچر نجاشی نے بھی ہدیہ کیا تھا۔ زاد المعاد: ۱۳۴/۱۔

۲ء اُکَیدِر بن عبدالملک الکندی۔ یہ دُومہ کا بادشاہ تھا۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ وہ مسلمان ہوگیا تھا۔ لیکن علامہ ابن اثیر نے اس کی تردید کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اصحاب سیرت کے ہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا۔ آپ سے صلح کی لیکن اسلام نہیں لایا۔ وہ نصرانی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کے بعد وہ واپس ہوا اور اپنے قلعہ میں رہا۔ حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں حضرت خالدؓ نے دومہ کا محاصرہ کیا اس سے جنگ ہوئی اور وہ مارا گیا۔ بلاذری کا بیان ہے

ریشمی کرتا بطور ہدیہ بھیجا تھا۔ لوگ اسے تعجب سے دیکھنے لگے تو آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے جنت میں سعد بن معاذؓ کے رومال اس سے عمدہ ہیں[۱]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اکیدر دومہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی جوڑا تحفہ میں بھیجا۔ یہ آپ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ میں نے اسے گھر کی خواتین میں تقسیم کر دیا[۲]

ابن ابی شیبہ احمد اور بزار نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ اکیدر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو 'منّ' (شہد کی قسم کی ایک چیز جو شبنم کے جمع ہونے سے بنتی ہے) کا ایک گھڑا تحفہ میں بھیجا۔ آپ نے قبول فرمایا اور صحابہ کے درمیان تقسیم کیا[۳]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ھ میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ (مصر) کے حاکم مقوقس کے پاس اسلام کے پیغام کے ساتھ بھیجا۔ اس نے حضرت حاطب

کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اسلام لے آیا لیکن بعد میں مرتد ہو گیا اور جو (زکوٰۃ) دیا کرتا تھا اس کے دینے سے انکار کر دیا۔ اگر اس بات کو مان بھی لیا جائے تو بہر حال ایک تنکا شمار صحابہ میں نہیں ہوگا۔ (اسد الغابہ: ۱/۱۳۵) ابن ہشام کی روایت ہے کہ حضرت خالدؓ اسے گرفتار کر کے لائے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرمایا" جزیہ کی بنیاد پر صلح کی اور رہا کر دیا تفصیل کے لیے دیکھی جائے۔ سیرۃ ابن ہشام: ۴/۱۸۱ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہونچا تو ایک ریشمی قبا جس پر سونے کا کام تھا ہدیتاً پیش کی۔ آپ نے اسے لوٹا دیا لیکن پھر آپ نے مناسب نہیں سمجھا تو کہا کہ اسے حضرت عمرؓ کے حوالہ کر دو۔ فتح الباری: ۵/۲۳۱

دُوْمہ شہر جسے دومۃ الجندل بھی کہا جاتا ہے یہ حجاز اور شام کے درمیان تبوک کے قریب واقع ہے۔ مدینہ سے اس کا فاصلہ تیرہ اور دمشق سے دس مراحل کا ہے۔ کوفہ سے بھی تقریباً دس مراحل کی دوری ہے۔ یہاں کھجور کے باغات تھے اور کھیتی ہوتی تھی۔ چشمے کم تھے، اونٹنیوں کے ذریعہ آب پاشی ہوتی تھی، زیادہ پیداوار گیہوں کی تھی، یہاں ایک قلعہ بھی تھا (نووی، شرح مسلم جلد ۵ جزو ۱۴ ص ۵۰ ابن حجر، فتح الباری : ۵/۲۳۱)

[۱] بخاری، کتاب الہبہ، باب قبول الہدیۃ من المشرکین۔

[۲] مسلم کتاب اللباس، باب تحریم الذہب والحریر علی الرجال واباحتہ للنساء۔

[۳] عینی، عمدۃ القاری: ۱۱/۴۷

کو دربار میں بلایا اور آپ کی رسالت کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت حاطب کے جواب سے خوش ہو کر کہا کہ تم ایک دانا آدمی ہو اور ایک دانا شخص کے پاس سے آئے ہو۔ اس نے حضرت حاطبؓ کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ ہدایا بھیجے۔ ان میں دو باندیاں بھی تھیں۔ حضرت حاطبؓ کی تبلیغ سے یہ دونوں اسلام لے آئیں۔ ان میں سے ایک ماریہ تھیں[۱] حضرت حاطبؓ ۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہونچے تو حضرت ماریہؓ کو آپ نے اپنی ملکیت میں لے لیا ان سے ذی الحجہ ۸ھ میں آپ کے صاحب زادے ابراہیمؓ پیدا ہوئے۔ آپ نے ساتویں دن ان کا عقیقہ کیا۔ سر کے بال اتروائے اور اس کے وزن کی چاندی کا صدقہ کیا۔ اٹھارہ ماہ بعد حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہو گیا۔[۲]

حضرت ماریہؓ کی وفات عہد فاروقی میں ۱۶ھ میں ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے ان کے انتقال کا اعلان فرمایا اور خود نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں تدفین عمل میں آئی۔[۳]

مقوقس نے ان کے علاوہ جو ہدیے بھجوائے وہ یہ تھے۔

ایک ہزار مثقال سونا، بیس عدد ملائم کپڑے، ایک خچر جس کا نام دلدل تھا۔[۴] ایک گدھا جسے عفیر یا یعفور کہا جاتا تھا اور مابور نامی ایک غلام کو جو حضرت ماریہ کا چچازاد بھائی تھا مقوقس نے

---

[۱] سیرت نگاروں کا اس پر اتفاق ہے کہ دوسری باندی حضرت ماریہ کی بہن سیرین تھیں۔ یہ حضرت حسان بن ثابت کو عطا کی گئیں۔ ان کے لڑکے عبدالرحمٰن ان ہی سے تھے۔ (طبری: ۲۱/۳، ابن عبدالبر، الاستیعاب فی اسمار الاصحاب ۴/۰۱۴ - ۴۱۳) ابن اثیر نے ایک اور باندی کا بھی ذکر کیا ہے جو آپ نے ابوجہم بن حذیفہؓ کو عنایت کی۔ (اسدالغابہ: ۱/۴۳۲ - ۴۳۳) واقدی اور ابونعیم کے بقول مقوقس نے چار باندیاں بھجوائی تھیں۔ (اسدالغابہ: ۷/۲۶۱ - ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ: ۴/۶۰۰)

[۲] ابن اثیر، اسدالغابہ: ۱/ ۴۹

[۳] ابن عبدالبر، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب: ۴/۰۱۴ - ۴۱۳

[۴] دلدل کے بارے میں ابن اثیر نے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علیؓ اسے سواری کے لیے استعمال کرتے تھے۔ پھر یہ حضرت حسنؓ اور ان کے بعد امام حسینؓ اور ان دونوں کے بعد محمد بن الحنفیہ کے استعمال میں رہا۔ اسدالغابہ ۱/۴۷۔ اس طرح وہ طویل عرصہ تک زندہ رہا۔ محمد بن الحنفیہ اسے گیہوں پیس کر کھلایا کرتے تھے۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ ۴/۶۰۰۔ طبری نے عفیر کا ذکر کیا ہے۔ دلدل کے بارے میں صرف اس قدر لکھا ہے کہ وہ حضرت معاویہ کے زمانہ تک تھا۔ طبری، تاریخ الرسل والملوک ۳/۱۷۴۔

دونوں باندیوں کے ساتھ بھیجا تھا تاکہ وہ انھیں حفاظت کے ساتھ پہنچا دے۔[1]

بزار کی ایک روایت میں ہے کہ مقوقس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیشہ کا پیالہ 'قدح قواریر' نذر کیا تھا۔ اسے آپ پینے کے لیے استعمال فرماتے تھے۔[2]

طبرانی میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ مقوقس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکڑی کی شامی سرمہ دانی، آئینہ اور کنگھی تحفہ میں دی تھی۔[3]

یہ بات واضح نہیں ہے کہ یہ ساری چیزیں حضرت حاطب ہی کے ذریعہ پہونچیں یا کوئی اور ذریعہ بھی تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات کا نظم حضرت بلالؓ کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں وقت ضرورت میں اس کے لیے قرض لیا کرتا تھا، ایک مرتبہ ایک مشرک نے پیش کش کی کہ تم مجھ سے قرض لے لیا کرو، میں بآسانی دے سکتا ہوں۔ چنانچہ میں نے اس سے قرض لے لیا۔ ایک دن اس نے مجھے دیکھا تو کہا کہ وعدہ پورا ہونے میں صرف چار دن رہ گئے ہیں۔ اگر وقت پر تم نے قرض ادا نہ کیا تو پھر بکریاں چرانے لگا دوں گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا جاؤ فلاں قبائل جو مسلمان ہو گئے ہیں ان سے قرض لے کر اسے ادا کر دو۔ میں صبح سویرے اس مقصد سے نکلنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں طلب کر رہے ہیں۔ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ خوش ہو جاؤ۔ یہ چار اونٹنیاں جو تم دیکھ رہے ہو، اور جو غلہ اور کپڑے سے لدی ہوئی ہیں فدک کے حکمراں نے مجھے بطور ہدیہ بھجوائی ہیں۔[4] اس سے تم پر جو قرض ہے اسے ادا کر سکتے ہو۔

---

[1] مابور مدینہ پہونچ کر اسلام لے آیا۔ ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ: ۴/ ۴۰۴ - ۴۰۵ اس کے کردار کے بارے میں شک وشبہہ کا اظہار رہا جو غلط ثابت ہوا۔ طبری، تاریخ الرسل والملوک ۳/ ۱۷۲۔ ابن عبد البر الاستیعاب: ۴/ ۱۴۱۰ - ۱۴۱۴

[2] عینی، عمدۃ القاری: ۱۱/ ۷۴ [3] حوالۂ سابق

[4] فدک ایک یہودی بستی تھی۔ اس میں نخلستان اور پانی کا چشمہ تھا۔ مدینہ سے تین مراحل کی دوری پر تھا (یہاں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ فدک کی فتح سے پہلے کا ہے) خیبر کی فتح کے بعد اہل فدک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اسے چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ اس طرح یہ بغیر جنگ کے فتح ہو گیا۔ یہ مال فی کے حصہ =

چنانچہ میں نے اس سے آپ کا قرض ادا کیا۔ جو مال بچ گیا فرمایا کہ اسے مستحقین میں تقسیم کر دو۔ اسی سے مجھے راحت ملے گی۔ لیکن رات ہو گئی یہ تقسیم نہ ہو سکا تو آپ نے مسجد ہی میں قیام فرمایا۔ اس کے تقسیم ہونے کے بعد آپ مکان میں تشریف لے گئے۔[۱]

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ملکِ ذی یزن[۲] نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک حلہ (جوڑا) کی سوغات بھیجی جو اس نے تیس اونٹ کے بدلہ خریدا تھا۔ آپ نے یہ جوڑا قبول فرمایا۔[۳]

اسحاق بن عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس

کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا۔ اس سے آپ اپنے اہل وعیال کی ضروریات پوری کرتے اور سماجی کاموں میں صرف فرماتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے آپؐ کی وراثت کا مطالبہ کیا تو انھوں نے آپؐ کا یہ ارشاد یاد دلایا [لا نورث ما ترکنا صدقۃ] (ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوگا) البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن افراد کا خرچ برداشت کرتے تھے ان پر بیت المال سے خرچ ہوتا رہے گا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں بھی حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ نے یہ مسئلہ چھیڑا۔ حضرت عمرؓ نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت ابوبکرؓ نے دیا تھا۔ حدیث کی کتابوں میں تفصیل سے اس کا ذکر ہے۔ ملاحظہ ہو بخاری، کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس۔ کتاب المغازی، باب غزوہ خیبر۔ مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب حکم الفئی۔ ابوداؤد، کتاب الخراج، باب فی صفایا رسول اللہ ﷺ من الاموال۔ اس کی مزید تفصیلات اور شیعہ حضرات کے نقطہ نظر اور اس کی کمزوری کے لیے دیکھی جائے۔ فتح الباری: ۶/۱۹۸-۲۰۹۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ: ۴/۵۶۶-۵۷۸۔

[۱] ابوداؤد، کتاب الخراج، باب فی الامام یقبل ہدایا المشرکین۔

[۲] قاموس میں ہے کہ یزن (یمن میں) ایک وادی کا نام ہے۔ ذو یزن قبیلہ حمیر کا ایک بادشاہ تھا۔ اس نے اس وادی کو گھیر کر قبضہ کیا تھا اس لیے اسے ذو یزن کہا جاتا ہے (مادہ ی، ز، ن) ابن منظور کہتے ہیں کہ ذو یزن قبیلۂ حمیر کا ایک بادشاہ تھا۔ اس کی طرف منسوب نیزے رماح یزنیہ کہے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ ابن کلبی کے بقول اسی نے سب سے پہلے یہ نیزے تیار کیے تھے۔ (لسان العرب، مادہ ی، ز، ن)

[۳] ابوداؤد، کتاب اللباس، باب لبس المرتفع۔ اس کے ایک راوی عمارہ بن زاذان پر محدثین میں سے کئی ایک نے جرح کی ہے۔ مولانا شمس الحق، عون المعبود: ۴/۷۹

سے زیادہ اونٹوں کے عوض ایک جوڑا خریدا اور ذی یزن کو تحفہ میں بھیجا۔[1]

حضرت دحیہ کلبیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صوف کا کرتا اور موزے تحفہ میں دیئے۔ آپ نے وہ استعمال فرمائے یہاں تک کہ وہ پھٹ گئے۔ آپ نے یہ نہیں دریافت فرمایا کہ موزے ذبیحہ جانور کے تھے یا نہیں۔[2]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو تلواریں تھیں ان میں ایک کا نام ذوالفقار تھا۔[3] طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ حجاج بن علاط نے یہ آپ کو ہدیہ میں پیش کی تھی۔[4]

حضرت ابو سعید خدریؓ کا بیان ہے کہ شاہ روم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سونٹ کا گھڑا ہدیہ میں بھیجا، اسے آپ نے صحابہ کے درمیان تقسیم فرمایا۔[5]

نجاشی کے بارے میں روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر ہدیہ میں دیا تھا، جسے آپ سواری کے لیے استعمال فرماتے تھے۔[6]

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطر مجموعہ (غالیہ) کی شیشی کی سوغات بھیجی تھی۔ اس طرح کا عطر پہلی مرتبہ آپ کو اس کے ذریعہ ملا۔[7]

---

[1] ابوداؤد، کتاب اللباس، باب لبس المرتفع۔ یہ روایت مرسل ہے۔ اس کے ایک راوی علی بن زید بن جدعان ناقابل احتجاج ہیں۔ عون المعبود: ۴/۷۹

[2] حضرت دحیہ کلبیؓ مشہور صحابی ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ جبرئیلؑ بعض اوقات ان کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ نے انھیں ۶ھ میں قیصر کے پاس سفیر کی حیثیت سے روانہ فرمایا (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ: ۲/۱۵۸) جس واقعہ کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ جیسا کہ علامہ عینی نے کہا ہے ان کے اسلام لانے سے قبل کا ہے۔ (عمدۃ القاری: ۱۱/۴۷)

[3] ابن اثیر، اسد الغابہ: ۱/۳۷۔ [4] ابن عدی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ عینی، عمدۃ القاری: ۱۱/۴۷۔ ابن سعد اور طبری کا بیان ہے کہ یہ منبہ بن الحجاج کی تھی۔ جنگ بدر میں یہ آپ کو مال غنیمت میں ملی۔ طبری، تاریخ الرسل والملوک، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم: ۳/۱۷۷، علامہ ابن قیم کے بیان سے اسی کی تائید ہوتی ہے، زاد المعاد ۱/۱۳۰

[5] عینی، عمدۃ القاری: ۱۱/۴۷ [6] ابن قیم، زاد المعاد: ۱/۱۳۴۔

[7] علامہ عینی کہتے ہیں کہ نجاشی اسلام لا چکا تھا۔ اس میں یہ صراحت نہیں ہے کہ یہ واقعہ اس کے اسلام لانے سے —

اور جن واقعات کا ذکر کیا گیا ہے ان کا تعلق ملوک وسلاطین سے ہے۔ اس کا بھی ثبوت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی غیر مسلم خاتون کا ہدیہ قبول فرمایا جس کا تعلق دشمن قوم سے تھا اور جس نے خود بھی انتہائی مذموم اور ناپاک ارادہ سے یہ ہدیہ پیش کیا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ جنگ خیبر کے بعد جب حالات پرسکون ہو گئے تو مشہور یہودی سلام بن مشکم کی بیوی زینت بنت الحارث نے لوگوں سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے گوشت کا کونسا حصہ پسند ہے؟ اسے بتایا گیا کہ آپ بازو پسند کرتے ہیں۔ اس نے گوشت بھونا اور اس میں زہر ملا دیا اور بازو والے حصہ کو زیادہ زہر آلود کر دیا اور آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے جیسے ہی بھنا ہوا بازو چکھا فوراً تھوک دیا، اسے نوش نہیں فرمایا اور صحابہ کرام سے کہا کہ یہ ہڈی مجھے بتا رہی ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ لہٰذا اسے مت کھاؤ۔ آپ کے ایک ساتھی بشر بن براء بن معرورؓ نے جو لقمہ لیا تھا اسے وہ کھا گئے۔ چنانچہ اسی سے ان کی موت واقع ہو گئی۔ آپ نے یہود کو جمع کر کے اس حرکت کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے اس کا اعتراف کیا۔ اس یہودی عورت سے اس حرکت کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ نے میری قوم پر فتح وکامرانی حاصل کی ہے اور اسے مغلوب کیا ہے۔ میں نے سوچا اگر آپ محض بادشاہ ہوں گے تو اس سے مجھے قلبی راحت ملے گی لیکن اگر پیغمبر ہوں گے تو اس کی آپ کو خبر ہو جائیگی۔ ویسے اس زہر کا اثر آپ پر رہا۔ مرض الموت میں آپ نے اس کا ذکر فرمایا۔ اس کے باوجود ابن ہشام کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر دیا۔[1]

ایک حدیث کا صحیح مفہوم

ان واقعات کے برخلاف دو ایک روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

= قبل کا ہے یا بعد کا۔ ایک اور امکان بھی ہے، وہ یہ کہ شاہان حبش کا لقب نجاشی ہوا کرتا تھا۔ ہو سکتا ہے اس سے وہ نجاشی مراد ہو جو اسلام کی دولت سے بہرہ یاب نہیں ہوا۔ عمدۃ القاری: ۱۱/ ۷۳

[1] بخاری، کتاب الجزیہ والموادعۃ، باب اذا غدر المسلمون بالمشرکین ہل یعفیٰ عنہم؟ ابن ہشام، سیرت النبی ۳/ ۳۸۹ - ۳۹۰۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بشر بن براء بن معرور کے انتقال کے بعد ان کے رشتہ داروں نے قصاص میں اسے قتل کر دیا۔ فتح الباری: ۷/ ۴۹۷

علیہ وسلم نے غیر مسلم کا تحفہ یا ہدیہ قبول کرنے سے انکار فرمایا ہے۔

حضرت عیاض بن حمار کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اونٹ بطور ہدیہ پیش کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا تم اسلام لے آئے ہو؟ میں نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اِنّی نُهِیتُ عَن زبد المشرکین (مجھے مشرکین کے عطیات قبول کرنے سے منع کر دیا گیا ہے[۱]

حضرت عامر بن مالک، جنھیں ملاعب الاسنہ کہا جاتا ہے، کی روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو ہدیہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔[۲]

اس حدیث میں سند کے لحاظ سے کچھ سقم ہے لیکن حضرت عیاض بن حمار کی روایت سند صحیح سے ثابت ہے۔ اوپر کے واقعات اور اس حدیث میں جو تضاد سا محسوس ہوتا ہے اسے کئی ایک پہلوؤں سے دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۔ ایک بات یہ کہی گئی ہے کہ جن احادیث سے غیر مسلموں سے تحفہ قبول کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ انھیں وہ حدیث منسوخ کرتی ہے جن سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

اس کے برعکس یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو احادیث جواز کا ثبوت فراہم کرتی ہیں وہ ناسخ ہیں اور جن سے عدم جواز کا اظہار ہو رہا ہے وہ منسوخ ہیں۔

دونوں باتیں مجرد دعویٰ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ کسی حکم کو ناسخ ماننے کے لیے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ منسوخ حکم کے بعد دیا گیا ہے اور یہاں یہ ثابت نہیں ہے۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ غیر مسلم کا ہدیہ قبول کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت تھی۔ کسی دوسرے کو اس کی اجازت نہیں ہے۔ یہ آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ لیکن اس تخصیص کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے جب تک کسی معاملہ میں تخصیص ثابت نہ ہو آپ کا اسوہ سب کے لیے ہے۔

امام خطابی کہتے ہیں کہ حدیث میں مشرکین کے ہدایا قبول کرنے کی ممانعت ہے اور

---

[۱] ابوداؤد، کتاب الخراج، باب فی الامام یقبل ہدایا المشرکین۔ ترمذی، ابواب السیر، باب ما جاء فی قبول ہدایا المشرکین۔

[۲] حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اخرجہ موسیٰ بن عقبۃ فی المغازی ..... رجالہ ثقات الا انہ مرسل وقد وصلہ بعضہم عن الزہری ولا یصح۔ فتح الباری: ۵/۲۳۰

یہ ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کا ہدیہ قبول فرمایا۔ ان دونوں میں تضاد نہیں ہے۔ اس لیے کہ نجاشی نصرانی تھا۔ شریعت نے بعض احکام میں اہل کتاب اور مشرکین کے درمیان فرق کیا ہے یہ ان ہی میں سے ہے[۱]

اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب کے ہدایا تو قبول کیے جاسکتے ہیں، لیکن مشرکین کے ہدایا قبول کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ بات اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اوپر کے واقعات صاف بتاتے ہیں کہ آپ نے مشرکین کے ہدایا بھی قبول فرمائے ہیں۔

اس معاملہ میں صحیح رائے یہ ہے اور یہی جمہور کی رائے ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر اسلام اور مسلمانوں کا مفاد رہا ہے۔ آپ نے جن لوگوں کے بارے میں دیکھا کہ ان کے ہدایا قبول کرنے سے ان کی تالیف قلب ہوگی اور وہ اسلام کی طرف مائل ہوں گے ان کے ہدیے قبول فرمائے اور انھیں جواباً ہدیے اور تحفے بھی دئے لیکن جہاں اس طرح کی مصلحت نہیں تھی وہاں آپ نے ہدیے رد بھی کردیئے[۲]

مسلمانوں کے تحفے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ کو جو بے پناہ محبت اور غیر معمولی تعلق خاطر تھا اس کی بنا پر آپ کی دعوت وضیافت کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے اور آپ کی خدمت میں کھانے پینے کی چیزیں اور مختلف قسم کے نذرانے بھی پیش کرتے تھے بعض صحابہ کرام کا یہ ایک عام معمول تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان تحفوں اور ہدیوں کو، اگر کوئی عذر نہ ہوتو، قبول فرماتے۔ اس طرح کے واقعات جمع کیے جائیں تو ایک کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ یہاں بعض واقعات کا ذکر کیا جارہا ہے[۳]

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے خرگوش کا شکار کیا اور حضرت ابوطلحہؓ کے پاس لے گیا۔ انھوں نے اسے ذبح کرکے اس کی رانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

---

[۱] خطابی، معالم السنن: ۴۱/۳

[۲] مسئلہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ نووی، شرح مسلم ج ۴ جزء ۱۲ ص ۱۱۴۔ فتح الباری: ۲۳۱/۵

[۳] راقم کی کتاب 'صحت و مرض اور اسلامی تعلیمات' میں مزید کچھ اور واقعات دیکھے جاسکتے ہیں

بھجوائیں۔ آپ نے قبول فرمائیں اور نوش فرمایا۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ ان کی خالہ ام حفید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پنیر، گھی اور گوہ (بھنا ہوا) بھجوایا۔ آپ نے پنیر اور گھی تو نوش فرمایا لیکن گوہ کے کھانے میں کراہت محسوس کی، اور نہیں کھایا۔ البتہ آپ کے دسترخوان پر یہ کھایا گیا۔ حرام ہوتا تو نہ کھایا جاتا۔[2]

مشہور واقعہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوبؓ کے گھر مہمان تھے۔ حضرت ابوایوب آپ کے لیے کھانا تیار کرتے اور آپ کے پاس بھجواتے۔ آپ کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد جو کھانا واپس ہوتا حضرت ابوایوب یہ معلوم کرکے کہ کہاں آپ کی انگشتہائے مبارک لگی تھیں وہیں سے کھانا کھاتے۔ ایک دن کھانا بھجوایا جس میں لہسن تھا۔ آپ نے کھانا واپس فرمادیا۔ حضرت ابوایوبؓ گھبراگئے اور دریافت کیا کہ کیا یہ حرام ہے۔ آپ نے فرمایا حرام نہیں ہے مجھے اس کی بو ناپسند ہے۔ حضرت ابوایوبؓ نے کہا کہ جو چیز آپ کو ناپسند ہے وہ مجھے بھی ناپسند ہے۔[3]

حضرت سعد بن عبادہؓ انصار کے سردار تھے، غزوات میں انصار کا علم ان ہی کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ ہر روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ثرید اور گوشت کا بڑا سا پیالہ (جفنہ) بھجواتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج میں سے جس کے گھر بھی ہوتے پیالہ وہیں پہونچ جاتا تھا۔[4]

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک

---

[1] بخاری، کتاب الہبۃ، باب قبول ہدیۃ بالصید۔ مسلم، کتاب الصید والذبائح۔ باب اباحۃ اکل الارنب۔

[2] بخاری، کتاب الہبۃ، باب قبول الہدیۃ۔ ایک روایت میں صراحت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ گوہ حرام نہیں ہے۔ چونکہ ہمارے علاقہ میں نہیں ہوتا اس لیے مجھے کراہت محسوس ہوتی ہے۔ (بخاری، کتاب الاطعمہ، باب الضب) اس سلسلہ کی روایات کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب اباحۃ الضب) ایک روایت میں ہے نہی عن اکل لحم الضب (ابوداؤد) فقہاء عام طور پر گوہ کے جواز کے قائل ہیں۔ البتہ احناف نے اسے مکروہ کہا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ فتح الباری: ۹/ ۶۶۳ - ۶۶۷۔

[3] مسلم، کتاب الاشربہ، باب اباحۃ اکل الثوم۔

[4] ابن اثیر، اسد الغابہ: ۲/ ۳۵۶ - ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ: ۲/ ۳۰

گدھا تحفہ میں دیا۔ اس پر آپ نے سواری کی[۱]

رفاعہ بن زید بن وہب الجذامی جنگ خیبر سے پہلے اپنی قوم کے بعض افراد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لے آئے۔ آپ نے ان کے نام ایک تحریر لکھوائی جس میں آپ نے فرمایا "کہ میں انھیں ان کی قوم اور جو ان کے ساتھ ہو جائیں ان سب کی طرف بھیج رہا ہوں تاکہ وہ انھیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دیں۔ جو شخص اسے قبول کرلے وہ حزب اللہ میں شامل ہو جائے گا اور جو انکار کرے اس کے لیے دو ماہ کی مہلت ہے" جب حضرت رفاعہ اپنی قوم کے پاس پہونچے تو اس نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اور سب کے سب اسلام لے آئے[۲]

حضرت رفاعہ نے اسلام لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک غلام دیا تھا، جس کا نام مِدعم تھا۔ جنگ خیبر میں اسے ایک تیر لگا اور وہ ختم ہو گیا۔ صحابہ کرام نے کہا مژدہ ہو کہ اسے شہادت کی موت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا اس نے مال غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے ایک شملہ اٹھا رکھا تھا۔ وہ آگ بن کر اس کے چاروں طرف بھڑک رہا ہے[۳]

ربیعہ بن ملاعب الاسنہ کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر یا اونٹنی ہدیہ کی تھی[۴]

حضرت تمیم داریؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گھوڑا ہدیہ کیا تھا۔ اس کا نام 'الورد' تھا۔ یہ آپ نے حضرت عمرؓ کو عنایت فرمایا۔ اس پر انھوں نے جہاد کیا۔ وہ تیز رفتار نکلا[۵]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک تخت تھا جس کے پائے ساہو کی لکڑی (ساج) کے تھے۔ یہ حضرت اسعد بن زراہ نے ہدیہ کیا تھا[۶]

۱۔ ابن قیم، زاد المعاد: ۱/۱۳۴

۲۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۴/۲۶۷

۳۔ بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم الغلول الخ

۴۔ ابن حجر، الاصابہ فی تمییز الصحابہ: ۱/۵۱۲۔ علامہ ابن جریر طبری کہتے ہیں آپ کے پاس ایک گھوڑا لحیف (لمبی دم والا) نام کا تھا۔ یہ ربیعہ بن ابو البراء (ملاعب الاسنہ) نے آپ کو دیا تھا۔ تاریخ الرسل والملوک: ۳/۱۷۴

نیز ملاحظہ ہو اسد الغابہ: ۱/۲۷

۵۔ طبری، تاریخ الرسل والملوک: ۳/۱۷۴ ۶۔ ابن قیم، زاد المعاد: ۱/۱۳۲

کیا ہدیہ رد کیا جا سکتا ہے؟

ہدیہ، خلوص اور محبت کے تحت دیا جانا چاہئے۔ بعض اوقات یہ پاکیزہ جذبہ موجود نہیں ہوتا اور اس میں دوسری ناپاک اغراض شامل ہو جاتی ہیں۔ آدمی کسی بڑے شخص کو کوئی نذرانہ پیش کرتا ہے تو اس سے بہتر صلہ کی توقعات وابستہ کر لیتا ہے، اگر یہ توقعات پوری نہ ہوں تو ناگواری کا اظہار ہونے لگتا ہے۔ جہاں یہ صورت حال ہو وہاں ہدیہ رد بھی کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کم سن اونٹ بطور ہدیہ پیش کیا۔ آپ نے اس کے جواب میں اس طرح کی چھ اونٹنیاں عطا کیں۔ اس پر بھی وہ ناراض ہو گیا۔ آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے خطبہ دیا، حمد و ثنا کے بعد اس واقعہ کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ہدیہ صرف کسی قریشی، انصاری، ثقفی یا دوسی ہی کا قبول کروں گا۔[۱]

حضرت ابو ہریرہؓ ہی کی ایک اور روایت میں کچھ اس طرح کی تفصیل ہے، کہ بنو فزارہ کو غابہ میں جو اونٹ ملے تھے ان میں سے ایک اونٹ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ میں بھیجا۔ آپ نے اس کے عوض اسے کوئی چیز بھیجی تو اس نے ناگواری کا اظہار کیا۔ اس کے بعد آپ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اہل عرب میں سے ایک شخص میرے پاس ہدیہ بھجواتا ہے اور اپنی گنجائش کے مطابق میں اس کا عوض بھجواتا ہوں لیکن وہ ناراض ہو جاتا ہے اور مستقل ناراض رہتا ہے۔ خدا کی قسم میں آج کے بعد سوائے کسی قریشی، انصاری اور دوسی کے کسی عرب کا ہدیہ قبول نہیں کروں گا۔[۲]

جن قبائل کا آپ نے نام لیا، آپ جانتے تھے اور آپ کا ذاتی تجربہ تھا کہ وہ وسیع الظرف ہیں اور ہدیے اور سوغاتیں خلوص دل سے پیش کرتے ہیں، کوئی غلط اور مذموم جذبہ اس کے پیچھے کارفرما نہیں ہوتا۔ اگر اس طرح کا جذبہ کہیں محسوس ہو تو آدمی کے وقار اور عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ ہدیہ قبول نہ کرے اور اسے رد کر دے۔

---

[۱] ترمذی، ابواب المناقب، باب فی ثقیف و بنی حنیفہ۔

[۲] حوالہ سابق۔

کچھ ادارہ اور اپنے بارے میں

جامعۃ الفلاح بلریا گنج اعظم گڑھ ہندوستان کے دینی مدارس میں سب سے زیادہ تیزی سے ترقی کرنے والا ادارہ ہے۔ ایک یونیورسٹی کی طرح اس کے مختلف شعبے پھیلتے جارہے ہیں یہاں ابتدائی درجات سے لے کر دینی علوم میں عالمیت اور فضیلت تک تعلیم ہوتی ہے نصاب تعلیم میں جدید و قدیم کا امتزاج ہے۔ ابتدائی تعلیم ہی سے دینی روح پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور طالب علم انگریزی اور ہندی کے ساتھ عصری علوم سے بھی آشنا ہوجاتا ہے۔ طلبہ اور طالبات کے کالج الگ الگ ہیں۔ ان میں تعلیم پانے والوں کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ اسی تناسب سے بڑا اسٹاف ہے۔ ہاسٹلس میں جگہ کی کمی ہے۔ جسے دور کرنے کی کوشش میں ارباب جامعہ لگے ہوئے ہیں۔ لائبریری کی کشادہ اور وسیع عمارت تیار ہورہی ہے۔

جامعہ کی مجلسِ انتظامیہ میں ایک ممبر کی حیثیت سے شرکت کا اس عاجز کو کئی سال سے موقع ملتا رہا ہے۔ اب کی بار ۲۶ دسمبر ۹۵ء کو جامعہ کی انتظامیہ نے بالاتفاق اس عاجز پر اس کی نظامت کی ذمہ داری ڈال دی ہے۔ بغیر کسی تکلف اور خاکساری کے میں اس بھاری ذمہ داری کا اپنے آپ کو اہل نہیں پاتا۔ اس میں اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کے علاوہ کئی ایک عملی دشواریاں بھی ہیں ایک تو اس ناتواں پر پہلے سے ادارہ تحقیق کا بوجھ ہے دوسرے میری علمی اور دعوتی مصروفیات مزید وقت اور توجہ چاہتی ہیں تیسرے یہ کہ علی گڑھ اور بلریا گنج کا فاصلہ اتنا زیادہ ہے کہ بار بار کی حاضری مشکل معلوم ہورہی ہے۔ میں نے مجلسِ انتظامیہ کے سامنے یہ تمام عذرات رکھے۔ لیکن کوئی عذر نہیں سنا گیا اور اس وعدہ پر کہ مجھ پر بہت زیادہ بوجھ نہیں پڑے گا اور معاونین کام کرتے رہیں گے مجھے خاموشی سے سرِ تسلیم خم کرنا پڑا اس کے بعد اس عاجز کا عزیز طلبہ اور محترم اساتذہ سے الگ الگ خطاب رہا۔ ہر طرف سے بڑے خلوص کا مظاہرہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اور قارئین سے بھی اسی دعا کی درخواست ہے کہ اس عاجز کے ساتھ جو حسنِ ظن ہے وہ باقی رہے اور جو اعتماد کیا گیا ہے وہ مجروح نہ ہونے پائے اور وہ اپنی کمزوریوں کے ساتھ جامعہ کی کچھ مفید خدمات انجام دے سکے۔

اس عاجز کی کتاب "اسلام میں خدمت خلق کا تصور" کا دوسرا ایڈیشن زیر طبع ہے۔

اس میں کتابت وطباعت کی غلطیوں کی ممکنہ حدتک اصلاح کردی گئی ہے۔ اللہ نے چاہا تو اسی ماہ (جنوری ۱۹۹۶ء) میں یہ چھپ کرآجائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا بے پایاں کرم واحسان ہے کہ اس نے اس کتاب کو مقبولیت عطا کی۔ اس کا انگریزی ترجمہ دی۔ رحمت اللہ صاحب انگلش لکچرر اسلامیہ کالج وانمباڑی (تمل ناڈو) نے بڑے ذوق وشوق اور خلوص کے ساتھ THE CONCEPT OF SOCIAL SERVICE IN ISLAM کے نام سے کیا ہے۔ یہ ترجمہ جامعہ دارالسلام عمرآباد (مدراس) کے شعبۂ تحقیق سے شائع ہوا ہے اور اس کی فروخت کا انتظام اسلامک فاؤنڈیشن ٹرسٹ مدراس نے اپنے ذمہ لیا ہے۔

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ سے بھی یہ کتاب مل سکتی ہے۔ تمل ترجمہ بھی ہوچکا ہے۔ جامعہ عمرآباد کے پیش نظر اس کی اشاعت بھی ہے۔ ہندی ترجمہ پر نظرثانی ہورہی ہے۔ انشاء اللہ اسلامی ساہتیہ پرکاشن اس کی اشاعت کرے گا۔

اعلان ملکیت سہ ماہی تحقیقات اسلامی۔ فارم ۴ رول ۹

۱۔ مقام اشاعت: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔

۲۔ نوعیت اشاعت: سہ ماہی

۳۔ پرنٹر، پبلشر: سید جلال الدین عمری

۴۔ قومیت: ہندوستانی

پتہ: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ، یوپی۔

۵۔ ایڈیٹر: سید جلال الدین عمری

پتہ: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ، یوپی

۶۔ ملکیت: ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی

پان والی کوٹھی، دودھ پور۔ علی گڑھ، یوپی

بنیادی ارکان کے اسمائے گرامی

(۱) مولانا محمد فاروق خاں (صدر) بازار چتلی قبر، دہلی ۶

(۲) جناب سید یوسف (رکن) ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی

(۳) ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی۔ فریدی ہاؤس، سرسید نگر علی گڑھ

(۴) جناب امین الحسن رضوی (رکن) ۹/۴۴۔ کاشانۂ رضوی۔ ذاکر نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

(۵) ڈاکٹر محمد رفعت۔ شعبۂ فزکس۔ جامعہ ملیہ۔ نئی دہلی

(۶) مولانا کوثر یزدانی ۱۳۵۴۔ بازار چتلی قبر۔ دہلی

(۷) ٹی۔ کے عبداللہ صاحب۔ مالاتھن کنڈی ہاؤس ملیری، کالی کٹ۔

(۸) ڈاکٹر حمید اللہ۔ مزمل منزل کمپلکس۔ علی گڑھ

(۹) ڈاکٹر احمد سجاد۔ طارق منزل۔ بریاتو ہاؤسنگ کالونی۔ رانچی۔

(۱۰) ڈاکٹر عبدالحق انصاری۔ الریحان۔ منزل منزل۔ علی گڑھ

(11) سید جلال الدین عمری (سکریٹری)

پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ

مندرجہ معلومات میری علم ویقین کی حد تک بالکل درست ہیں۔

پبلشر: سید جلال الدین عمری